محرم الحرام کی مروجہ رسومات اور اسلام

مولانا مفتی عظمت اللہ بنوی
استاد شعبہ فی الفقہ و الافتاء
بجامعۃ المرکز الاسلامی پاکستان بنوں

واضح رہے کہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات کا نام ہے۔ اور اسلام کے اصول وضوابط رب کائنات نے رسول اکرم کی زبانِ اطہر سے جاری فرمائے ہیں۔ وہ اصول وضوابط تا قیامت محفوظ ہیں۔ ان اصولوں وقواعد کے علاوہ اگر کوئی اپنی رائے سے عبادت سمجھ کر کوئی کام کرتا ہے تو وہ اسلام نہیں بلکہ بدعت ہے۔ اور حدیث شریف میں بدعت کے بارے میں بہت وعیدیں آئی ہیں۔

وکل بدعة ضلالہ و کل ضلالة فی النار ای فاعلها فی النار ۔ بہر حال آجکل بہت ساری بدعات مروج ہیں بالخصوص محرم الحرام کی آمد پر لوگ قسم قسم کے بدعات میں مبتلا ہو جاتے ہیں ذیل میں ان کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

دسویں محرم کو قبروں پر پانی ڈالنا بدعت ہے قرآن وحدیث اور فقہ میں اس کا کوئی تذکرہ نہیں ہے اور نہ خیر القرون میں ہوا ہے اور نہ ائمہ دین سے مروی ہے اور نہ فقہاء کرام کا تجویز شدہ ہے لہٰذا یہ عمل ثواب کے ارادے سے کرنا بدعت اور موجب عذاب ہوگا۔
فقط (فتاویٰ فریدیہ/ ۳۲۵)

حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت کرتی ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ من احدث فی امرنا هذا ما ليس منه' فهو رد : (بخاری ج ۱ /۳۷۱)

تو قبور پر ایصال ثواب کے لئے تلاوت کلام پاک اگر قرآن مجید پڑھنے والا بلا معاوضہ اخلاص کے ساتھ ایصال ثواب کی نیت سے تلاوت کرلے تو کوئی مضائقہ نہیں تاہم اگر تلاوت اجرت پر ہو تو قاری اور اجرت پر اس کو رکھنے والا دونوں گناہ گار ہوں گے۔

قال تاج الشريعة فی شرح الهداية ان القرآن بالا جرة لا يستحق الثواب لا للميت ولا للقارى وقال العينی فی شرح الهداية: ويمنع القارى للدنيا والأخذ والمعطى أثمان . (شامی ج ۲ /۵۲)

ولا يصح الا ستيجار على القراء ة واهد ائها الى الميت لانهٔ لم ينقل عن احد من الا ئمة الا ذان فی ذلک وقد قال العلمآء ان القارى اذا قدأ لا جل المال فلا ثواب له فأی شی يهديه الى الميت . (شامی ج ۶/۵۷)

سبز و تازہ ٹہنیاں قبروں پر رکھنا۔ اول یہ کہ حضور سے اس طرح کا صرف ایک واقعہ منقول ہے عہد رسالت اور عہد صحابہؓ میں اس کا عام تعامل نہیں تھا۔ اس سے ان شارحین حدیث کی رائے کو تقویت ملتی ہے جو اس کو آپؐ کے خصائص میں شمار کرتے ہیں اگر اس کو مان لیا جائے تو دوسروں کے لئے اس عمل کا جواز باقی نہیں رہتا۔

احسن الفتاویٰ میں ہے کہ قبر پر ہری شاخ رکھنے سے عذاب میں تخفیف یہ حضور ﷺ کے ہاتھ کی برکت تھی اگر یہ قاعدہ عام ہوتا تو حضرات صحابہ کرامؓ اجمعین ضرور اس کا اہتمام فرماتے کیونکہ یہ حضرات حریص علی الخیر تھے۔ حضور ﷺ کے قول وفعل کو سمجھنے کے لئے حضرات صحابہ کرامؓ کے تعامل کو دیکھنا لازم ہے ان کا تعامل حضور ﷺ کے قول وعمل کی تفسیر ہے نیز آج کل اتنا عام ہو چکا ہے کہ اس کو لازم سمجھا جاتا ہے اس لئے اس کے بدعت ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ۱/۳۷۴)

دوسرے یہ ٹہنیاں ان لوگوں پر چڑھائے جانے چاہیے جن کے زندگی کے عام حالات کے پیش نظر غالب گمان اس کے گنہگار ہونے اور قوی اندیشہ اس کے بارے میں مبتلاء عذاب ہونے کا ہے جیسے شرابی، جواری سودخور وغیرہ مگر عوام عموماً یہ پھول اُن کی قبروں پر چڑھاتے ہیں جن کے بارے میں اولیاء اللہ ہونے کا حسن ظن رکھتے ہیں اب ظاہر ہے کہ ان کی قبروں پر پھول چڑھانا ان کے بارے میں بدگمانی ہے اور اس بات کی توقع ظاہر کرنا ہے کہ وہ عذاب خداوندی میں مبتلا ہے جو بڑی گستاخی اور ان کے ساتھ حد درجہ توہین آمیز سلوک ہے۔ (ومثلہ' فی امداد الفتاویٰ ۵/ ۵۴۰)

اور اس میں شبہ نہیں کہ بعض فقہاء نے قبروں پر سبز وتازہ ٹہنی کی اجازت دی ہے جیسا کہ خود رسول اللہ ﷺ نے یہ فعل کیا ہے تاہم اگر ان کی قیمت صدقہ کردی جائے تو زیادہ بہتر ہے۔

کما فی الھندیۃ قولہ وضع الورد والریاحین علی القبور حسن وان تصدق بقیمۃ الورد کان احسن . (۴/۱۱۰ بحوالہ بدعات / ۷۱)

تیسرے یہ ٹہنیاں عام درختوں سے نہ کاٹی گئی تھیں بلکہ مسلم ج ۶/ ۴۱۸ کی روایت میں اس کی تصریح ہے کہ یہ ان دونوں درختوں کی ٹہنیاں تھیں جو بطور معجزہ آپ کے پاس چل کر آئے تھے اور پھر اپنے اپنے مقام پر چلے گئے تھے۔ (بحوالہ راہِ سنت/ ۱۹۹)

تحقیق مسئلہ تبرک طعام کہ برائے نیاز امامین کریمین براو فاتحہ خواندہ شود۔

امداد الفتاویٰ میں حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ ایک سوال کے جواب میں ارقام فرماتے ہیں کہ ذرایں روز جز صیام از عبادت وتوسیع علی العیال از عادات چیزے دیگر در شریعت وارد نشدہ لہٰذا زیادت بریں ہرچہ باشد بدعت باشد۔

کما فی الدر المختار : وفی یوم عاشوراء یکرہ کحلھم ولا بأس بالمعتاد خلطا ویؤجر وقال الشامی عن ابن رجب کل مساروی فی فضل الاکتحال والاحتضاب والاغتسال مموضوع لا یصح اھ . (بحوالہ امداد الفتاویٰ ۵/۲۸۹)

مولانا شاہ عبدالعزیز کی عبارت سے کھانے پر فاتحہ دینے کا ثبوت مع جواب:

چنانچہ ذیل میں وہ سوال وجواب من وعن نقل کی جاتی ہے تاکہ اس مسئلے کا اصل حقیقت واضح ہو جائے۔

سوال: (۲۷۳) عشرہ محرم کے سوال وجواب نمبر میں مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ تحریر کرتے ہیں کہ: در طعام یہ کہ ثواب

آں نیاز امامین نمایند وبراں فاتحہ وقل ودرود خوانند متبرک میشود وخوردن آں بسیار خوب است لیکن بسبب بردن طعام پیش تغریہ ھاو نہادن آن طعام پیش تعزیہ ھا تمام سب تشبیہ بکفار وبت پرستان می شود پس از ایں جہت کراہت پیدا میشود۔ لہٰذا شاہ صاحب قدس سرہ کی مندرجہ بالا عبارت سے کیا مطلب نکلتا ہے یا موضوع ہے تحریر کیجئے کیونکہ اس عبارت سے ایک گونہ تردد ہے؟

تو اس سوال کے جواب میں اس سوال کے بعد حکیم الامت ارقام فرماتے ہیں۔

الجواب:۔ اول تو یہی امر محتاج سند صحیح ہے کہ یہ جواب حضرت شاہ صاحب قدس سرہ٬ کا ہے اگر ان کا ہی تسلیم کرلیا جائے تو میرے نزدیک اتنا لکھ دینا رفع وحشت کے لئے کافی ہے کیونکہ اصل مقصود وہ ہے جو آگے لکھتے ہیں لیکن بسبب بردن الخ اس سے احتمال تھا کہ عوام الناس سمجھ کر اس حکم سے متاثر نہ ہوں گے اس لئے اس شبہ کو رفع کرنے کے لئے یہ بھی لکھ دیا تا کہ اس حکم منع کو قبول کرلیں اور فی نفسہ یہ حکم صحیح ہوسکتا ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ باوجود عقائد عوام کے کہ اس ھئیت فاتحہ کو موقوف علیہ وصول ثواب کا جانتے ہیں نیز درست ہے کہ کیونکہ یہ عارض بھی موجب منع ہے مثل اس عارض کے جو شاہ صاحب نے لکھا ہے اور ان عوارض ہی کے سبب علماء منع کرتے ہیں۔ الخ (امداد الفتاویٰ ۵/۳۰۵)

چند سطور آگے حکیم الامتؒ اسی طرح سوال کے جواب میں ارقام فرماتے ہیں کہ اول تو اس میں کلام ہے کہ وہ فتاویٰ حضرت شاہ صاحبؒ کا ہے مجھ کو تو قوی شک ہے دوسرے سوال میں گو نہادہ کا لفظ ہے مگر جواب میں تو اس نہادہ کو ناجائز فرما رہے ہیں اور جس چیز کو متبرک فرما رہے ہیں اس کا نہادہ ہونا جواب میں مذکور نہیں ہے تبرک کیوجہ سورتوں کا پڑھنا فرماتے ہیں سو پڑھنے کے لئے سامنے نہادہ ہونا ضروری نہیں۔ الخ (حوالہ بالا/۳۰۶)

الحاصل درج بالا سطور میں واضح ہوا کہ مسئلہ تبرک طعامیکہ برائے نیاز امامین کریمین فاتحہ خواندن اور اس کے متبرک ہونے کی نسبت شاہ عبدالعزیزؒ کی طرف بے سند اور بے بنیاد بات ہے چنانچہ اس کی تصریح حضرت تھانویؒ سے منقول ہے خط کشیدہ الفاظ میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

دوم اگر اس کو درست بھی مانا جائے تو حضرت شاہ صاحبؒ کے کلام میں تاویل کی گنجائش ہوسکتی ہے چنانچہ حکیم الامتؒ فرماتے ہیں کہ جب دلائل صحیحہ سے ان رسوم کا خلاف سنت ہونا ثابت ہے پھر اگر کسی ثقہ سے اس کے خلاف منقول ہوگا اس کا تاویل واجب ہے اور تاویلیں مختلف ہوسکتی ہے ایک یہ کہ ثبوت میں کلام کیا جائے جیسے اس کے قبل بھی بزرگوں کے کلام میں الحاق کے احتمال سے جواب دیا گیا ہے۔

دوسرے یہ کہ دلالت میں کلام کیا جائے جیسا بعض عبارات میں اس کی گنجائش ہے تیسرے بعد تسلیم ثبوت دلالت یہ کہ یہ مقید ہو عدم مفاسد کے ساتھ اور منع مقید ہو مفاسد کے ساتھ اور اب چونکہ مفاسد غالب ہیں اس لئے بلا قید منع کیا جائے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۵/۳۰۶)

بعض لوگوں کو ردالمحتار باب الجنائز میں ایک عبارت سے شبہ ہوتا ہے اور عاشورہ محرم میں قبروں پر پھول، چادر یا ٹہنی ڈالنے کے لئے سند

جواز پیش کرتے ہیں چنانچہ ذیل میں اس کے صحیح حقیقت واضح کی جاتی ہے عبارت ردالمحتار دراصل گھاس کو قبر سے کاٹنے کے متعلق ہے اصل عبارت یہ ہے۔

یکرہ ایضا قطع النبات الرطب والحشیش من المقبرۃ دون الیابس کما فی البحر والدرر وشرح المنیۃ وعللہ فی الامداد بأنہ مادام رطبا یسبح اللہ تعالیٰ فیو نس المیت وتنز ل بذکرہ الرحمۃ اھ. (ردالمحتار ۱۵۵/۳ مکتبہ امدادیہ ملتان)

اس کے بعد علامہ شامیؒ نے بطور قیاس لکھا ہے "**ویقاس علیہ ما اعتید فی زما ننا من وضع اغصان الآ بس ونحوہ**" اپنی طرف سے صرف قیاس کیا ہے اور مجتہدین سے کوئی نقل پیش نہیں کی شافعیہ سے نقل کیا ہے۔(**وصرح بذالک ایضاً جماعۃ من الشا فعیۃ**).

محدثین کی ایک بڑی جماعت نے حدیث وضع الجریرتین کی تخصیص کی ہے کہ آنحضرت ﷺ کی دست مبارک کی برکت تھی علامہ شامیؒ کو شافعیہ کی رائے پسند ہے۔ **کما یصرح بہ قولہ: وھذا مما قالہ بعض الما لکیۃ من ان التخفیف عن القتبد ین انما حصل ببر کۃ مدۃ الشر یفہ صلی اللہ علیہ وسلم او دعائہ لھما فلا یقاس علیہ غیرہ (حوالہ بالا)**

اگر قیاس ہی کرنا ہے تو جس قدر کا ثبوت ہے اس کو اتنا ہی مقدار میں قیاس کیا جائے اھ۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۳۸۲،۳۸۱/۲)

مولانا مفتی عبدالرحیم لاجپوریؒ نے فتاویٰ رحیمیہ میں واضح الجریدۃ علی البقر میں حضرت شاہ محمد اسحٰقؒ کا حوالہ دیتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں کہ اس میں یہ تاویل بھی کی جاسکتی ہے کہ اس حد اور وقت مقرر فرمانے سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تخفیف عذاب کی شفاعت فرمائی تھی جو اس ٹہنی کے خشک ہونے کی مدت تک کے لئے قبول فرمائی گئی اور لفظ لعل یہی بات بتلا رہا ہے۔ الخ۔(**از امداد السائل ترجمہ مأنز مسائل ص ۸۴ فتاویٰ رحیمیہ ۱۰ /۴۲۸ بحوالہ مروجہ بدعات الحاصل**)

درج بالا سطور سے واضح ہو گیا کہ قبور پر کھجور وغیرہ کے لکڑی رکھنا اگرچہ ثابت ہے لیکن اس مسئلے سے مغفرت کا ثبوت محتمل ہے اس لئے کہ یہ بھی احتمال ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سفارش اور شفاعت ان اموات کی مغفرت کا سبب بنا ہے لیکن اسو واقع میں پانی ڈالنے کا ذکر کہیں نہیں ملتا لہٰذا مجیب کا یہ قول بے بنیاد ہے کہ کھجور اور پانی ڈالنا جائز ہے اھ۔

محرم الحرام اور تاریخ انسانیت:

طلوع اسلام سے قبل بھی تاریخ انسانیت کے بے شمار واقعات محرم الحرام میں رونما ہوئے۔ یہ واقعات محض اتفاقی یا حادثاتی نہ تھے۔ بلکہ قسام ازل کا اٹل فیصلہ تھا جو ہونا تھا اور ہو کر رہا۔ ذیل میں چند اُن واقعات کا تذکرہ کرتے ہیں جو محرم الحرام میں ظہور پذیر ہوئے:

(۱) اس ماہ میں کائنات کی تخلیق ہوئی۔

(۲) حضرت آدمؑ پیدا ہوئے۔

(۳) حضرت آدمؑ کی توبہ قبول ہوئی۔

(۴) حضرت آدمؑ کو خلافت کا تاج پہنایا گیا۔(انی جاعل فی الارض خلیفه)

(۵) سیدنا ادریسؑ کو درجات عالیہ عطا ہوئے۔

(۶) کشتی نوحؑ وادی جودی پہ ٹھہری۔

(۷) سیدنا ابراہیمؑ کو منصب ومقام خلیل سے سرفراز فرمایا گیا۔

(۸) سیدنا یوسفؑ صدیق اللہ کو جیل سے رہائی ملی۔

(۹) سیدنا یعقوبؑ کی بینائی لوٹائی گئی۔

(۱۰) سیدنا یونسؑ کو مچھلی کے پیٹ سے رہائی ملی۔

(۱۱) فرعون غرقِ نیل ہوا اور موسیٰؑ کلیم اللہ کو کامیابی عطا ہوئی۔

(۱۲) سیدنا عیسیٰؑ کو آسمان پر زندہ اُٹھایا گیا۔

(۱۳) اس روز قیامت آئے گی۔

(۱۴) اسی ماہ یوم عاشورہ کو اہلِ خانہ کعبہ پر غلاف چڑھاتے تھے اور اس دن کو یوم الزینۃ کہتے تھے۔

(۱۵) اسی ماہ امام الانبیاء خاتم المعصومین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے چند سال قبل ابرہہ بیت اللہ پر حملہ کی نیت سے نکلا۔ تو اللہ نے ابابیلوں کا لشکر بھیج کر اسے تباہ و برباد کردیا۔

محرم الحرام اور تاریخ اسلام:

ذیل میں ہم تاریخ اسلام کے اُن واقعات پر طائرانہ نظر ڈالتے ہیں جو محرم میں رونما ہوئے:

(۱) شعب ابی طالب کی محصوری جو یکم محرم ۴ نبوی۔

(۲) نکاح سیدہ فاطمہ الزہرؓ بنت رسول اللہ ﷺ ہمراہ سیدنا علیؓ ۲ ہجری۔

(۳) غزوہ غطفان ۳ ہجری۔

(۴) نکاح سیدہ اُم کلثومؓ بنت رسول اللہ ﷺ ہمراہ سیدنا عثمان غنیؓ۔

(۵) سلاطین عالم کو دعوت اسلام ۷ ہجری۔

(۶) غزوہ خیبر ۷ ہجری۔

(۷) وفد اشعرین کا قبول اسلام ۷ ہجری۔

(۸) نکاح المومنین سیدہ صفیہؓ ہمراہ رسول اللہ ﷺ۔

(۹)غزوہ وادی القریٰ ۷ہجری۔

(۱۰)عام الوفود ۹ہجری۔

(۱۱)تقرر عاملین زکوٰۃ ۹ہجری۔

(۱۲)طاعونِ عمواس ۱۸ہجری۔

(۱۳)امارتِ سیدنا امیر معاویہؓ ۱۹ہجری۔

(۱۴)خلافت سیدنا عثمان غنیؓ یکم محرم ۲۴ہجری۔

(۱۵)فتح قبرص ۲۸ہجری۔

(۱۶)خلافت سیدنا علی المرتضیٰ ۳۴ہجری۔

(۱۷)جنگ صفین ۳۷ہجری۔

(۱۸)فتوحات افریقہ ۴۵ہجری۔

(۱۹)ابو مسلم کا خراسان پر قبضہ ۱۳۱ہجری۔

(۲۰)بنواُمیہ کا قتلِ عام ۱۳۳ہجری۔

(۲۱)قیصر روم کی شکست ۱۳۸ہجری۔

(۲۲)مسجد نبویؐ کی توسیع ۱۶۱ہجری۔

(۲۳)مصر پر عیسائیوں کا قبضہ ۳۰۹ہجری۔

(۲۴)نوحہ ماتم کی ابتداء ۳۵۲ہجری۔

(۲۵)ہلاکو نے بغداد کا تاراج کیا ۶۵۲ہجری۔

(۲۶)حکومت شیر شاہ سوریؒ ۹۴۷ہجری۔

(۲۷)دار العلوم دیوبند کا قیام ۱۵محرم ۱۲۸۳ہجری۔

(۲۸)کعبۃ اللہ پر بے ادب ٹولے کا حملہ ۱۴۰۰ہجری۔

(۲۹)صدر ضیاء الحقؒ کی شہادت اور حکومت کا خاتمہ ۱۴۰۹ھ۔

(۳۰)بے نظیر کی پہلی حکومت کا تختہ اُلٹا ۱۴۱۱ھ۔

(۳۱)نواز شریف کو حکومت سے فارغ کیا گیا۔

(۳۲)یوم فاروق اعظمؓ کی چھٹی منظور کی گئی یکم محرم ۱۴۱۵ھ۔

برصغیر کی ماہ محرم میں پیدا ہونے والی چند علمی شخصیات:

(۱) امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھیؒ مدفون ہوتے۔

(۲) شیخ الحدیث مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک۔

(۳) شیخ الادب مولانا محمد اعزاز علیؒ مدرس دارالعلوم دیوبند۔

(۴) حافظ الحدیث مولانا عبداللہ درخواستی مدفون دین پور۔

(۵) مفتی عبدالحکیم سکھرویؒ۔

ماہ محرم الحرام میں وفات یا شہادت پانے والی چند شخصیات:

(۱) سیدنا ابوعبیدہؓ بن الجراحؓ۔

(۲) شہادتِ دامادِ علیؓ سیدنا عمر فاروق۔

(۳) شہادت سیدنا ابوایوب انصاریؓ۔

(۴) سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیقؓ۔

(۵) سیدنا سعدؓ بن ابی وقاصؓ۔

(۶) اُم المومنین سیدہ جویریہؓ۔

(۷) سیدنا سمرہؓ بن جندبؓ۔

(۸) شہادتِ سیدنا حسینؓ ابن علی المرتضیٰؓ۔

(۹) سیدنا عبداللہ بن عمر فاروقؓ۔

(۱۰) حضرت یوسفؒ بن تاشقینؒ۔

(۱۱) حضرت بابا فرید گنج شکرؒ۔

(۱۲) مرزا مظہر جانِ جاناںؒ۔

(۱۳) علامہ انور شاہ کشمیریؒ۔

(۱۴) مولانا سید اصغر حسینؒ۔

(۱۵) شہید ملت لیاقت علی خانؒ۔ (۱۶) مولانا محمد احمد تھانویؒ۔

(۱۷) سید منیر احمد شہیدؒ۔ (۱۸) شہادتِ سید منظور شاہ ہمدانی۔

......☆☆☆☆☆......